جنرل مرزا اسلم بیگ

طالبان کی کامیاب جنگی حکمت عملی

(تجزیہ)

آج سے پانچ سال قبل طالبان قندھار سے ابھرے اور بڑی سرعت سے تقریباً پورے علاقے پر اپنا تسلط قائم کر لیا اور ملک کے اندر مخالف قوتوں نے ایک ایک کر کے ہتھیار ڈال دیئے یا پسپا ہو گئیں اور بیرونی مداخلت کو ایسی شکست فاش ہوئی ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ طالبان جنہیں ہم ناتجربہ کار' اور جنگی حکمت عملی سے نابلد تصور کرتے تھے انکی جنگی حکمت عملی کتنی کامیاب ہے۔ طالبان کی کامیابی اور ان کی جنگی حکمت عملی کی برتری کا صحیح جائزہ لینے کے لئے' مختصر سا تجزیہ ضروری ہے۔

پہلا مرحلہ :

قندہار' غزنی اور جلال آباد کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد 1997ء میں طالبان نے شمال مغرب کی طرف پیش قدمی شروع کی اور پورے علاقے پر تسلط قائم کرنے کے بعد افغانستان و ایران کی سرحدوں کو بند کر دیا' اسلئے کہ ایران کی براہ راست مداخلت خطرناک تھی۔ پھر بھی ایران کی مداخلت جاری رہی اور تاجکستان کی سرزمین سے فضائی پروازوں کی مدد سے مزار شریف اور ہزارہ جات کے علاقوں میں شمالی اتحاد کی مخالف قوتوں کو ابھارا گیا جب کہ روس' بھارت' تاجکستان اور ازبکستان کی جانب سے مداخلت کھلے عام ہوتی رہی۔

دوسرا مرحلہ :

جون 98ء میں طالبان نے مزار شریف اور ہزارہ جات کے علاقوں کی جانب پیش قدمی شروع کی اور پانچ ماہ کے عرصے میں ان علاقوں پر مکمل تسلط قائم کر لیا۔ ان فتوحات کے بعد شمالی اتحاد کی صفوں میں انتشار پیدا ہوا اور احمد شاہ مسعود نے شمالی اتحاد کی قیادت سنبھال لی' جنہیں مغربی دنیا' روس' بھارت' وسط ایشیا اور ایران' جنگی حکمت عملی کا ماہر تصور کرتے ہیں اور تاجکستان کے شہر 'کلیاب' کو شمالی اتحاد کے لئے جنگی ساز و سامان اور رسد رسانی کا مرکز بنا دیا اور احمد شاہ مسعود نے پنجشیر کی وادی سے لے کر قندوز تک اور مشرقی افغانستان کے بیشتر علاقوں پر اپنا تسلط مضبوط کر لیا' احمد شاہ مسعود کو نہ تو جنگی ساز و سامان کی کمی تھی اور نہ ہی زر و مال کی۔ یہ ایسی صورت حال تھی کہ جس سے نپٹنا طالبان کے لئے ضروری ہو گیا تھا۔

تیسرا مرحلہ :

مئی 2000ء میں احمد شاہ مسعود کے خلاف طالبان کی نئی پیش قدمی کا آغاز ہوتا ہے۔ کابل کے شمال میں پنجشیر کی وادی کی جانب طالبان حملہ آور ہوئے لیکن انہیں بھاری جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑا' تقریباً چار سو سے زیادہ عسکر ہلاک ہوئے اور پسپا ہو کر شمال کابل کے علاقے میں نئی صف بندی شروع کر دی۔ ماہ ستمبر کے وسط میں نئی پیش قدمی کا آغاز ہوا جو طالبان کی جنگی حکمت عملی کی اعلیٰ مثال ہے جسے بالواسطہ تزویراتی حکمت عملی (Strategy Approach of Indirect) کا نام دینا درست ہوگا۔ کابل کے شمال میں شمالی اتحاد کی صفوں کو تھامے ہوئے تقریباً تین سو کلو میٹر شمال مغرب کی جانب سے (deep outflanking manoeuvre) دشوار گزار راستوں سے گزر کر نہریں' بور کہہ اور اشکمش کے اہم علاقوں پر قبضہ کر لیا' جس کے نتیجے میں شمالی اتحاد تین اہم شاہراؤں سے محروم ہو گیا دو ہفتوں بعد دو سمتوں سے یعنی کندوز اور اشکمش کی جانب سے حملہ آور ہو کر تولکان کے اہم علاقے پر قبضہ جما لیا اور پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ صوبہ تخار میں خواجہ گڑھ اور اس کے بعد امام صاحب' دشت ارشی اور اہم دریائی بندرگاہ شیر خان پر ماہ اکتوبر تک تسلط قائم ہو گیا۔ مزید پیش قدمی کرتے ہوئے اہم تنگی (Defile) فرخار جو صوبہ تاخار میں واقعہ ہے' اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ اور احمد شاہ مسعود نے پسپائی اختیار کر کے اپنا جنگی ہیڈ کوارٹر بھارک منتقل کر دیا۔

تین اہم رسد رسانی شاہراؤں سے محروم ہو جانے کے بعد شمالی اتحاد کے لئے اب جنگی ساز و سامان اور رسد درواز اور اسکاشیم کے راستوں سے آسکتی ہے جو دشوار گزار راستے ہیں۔ طالبان کی فتوحات نے شمالی اتحاد کی دفاعی لائن کو توڑ کر رکھ دیا ہے اور اب دونوں طاقتوں کے درمیان دفاعی لائن کچھ اس طرح ہے جیسے اس نقشے میں بتائی گئی ہے۔

غالباً طالبان مزید پیش قدمی کر کے فیض آباد کے اہم علاقے پر قبضہ کرنا چاہیں گے تاکہ احمد شاہ مسعود کے درواز اور اسکاشیم کے رسد کے راستوں کو بھی کاٹ دیا جائے۔ وادی پنجشیر کا علاقہ تقریباً گھراؤ میں آچکا ہے جسے مکمل طور سے محصور کرنے کے لئے طالبان کی پیش قدمی کرن کی جانب متوقع ہے۔

تجزیہ :

طالبان کی غیر متوقع جنگی فتوحات کے بعد روس ایران اور تاجکستان دوشنبے میں اکٹھے ہو کر نئی حکمت عملی مرتب کر رہے ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ طالبان کے خلاف بیرونی مداخلت ناکام ہو چکی ہے۔ خصوصاً ایران کی افغان پالیسی ایک بڑی ناکامی ہے جس کا الزام پاکستان کے کندھوں پر ڈالا جاتا ہے' روس کی شہ پر تاجکستان اور ازبکستان شمالی اتحاد کو ہر طرح کی مدد مہیا کرتے رہے ہیں وہ بھی اب نئی حقیقت کو تسلیم کر چکے ہیں اور افغانستان

کے ساتھ مفاہمت کے خواہاں ہیں۔ ازبکستان جلد طالبان سے مذاکرات شروع کرے گا۔ اس نے تجارت کے لئے اپنی سرحدیں کھول دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اس لئے کہ افغانستان سے مصالحت کر لینے میں ہی ان پڑوسی ممالک کی عافیت ہے۔

تاجکستان میں تقریباً پچیس ہزار روسی فوجی سرحدوں پر متعین ہیں اور چند دن پہلے جب طالبان نے پیش قدمی کر کے بندر شیر خان پر تسلط قائم کر لیا تو روسی فوج کمال مہارت کے ساتھ پیچھے ہٹ گئی اور طالبان کے ساتھ آنکھ ملانے کی جرأت نہ کر سکی۔ تاجکستان کو سوچنا چاہیے کہ ایسے دوستوں کی کیا ضرورت ہے جو مشکل وقت میں ساتھ چھوڑ جائیں، جس طرح سے ازبکستان نے تجارت کے لئے اپنی سرحدیں کھول دی ہیں اسی طرح تاجکستان کو بھی صحیح فیصلے کرنے کی ضرورت ہے۔

پاکستان پر افغانستان کو مدد کرنے پر ہر قسم کے الزامات عائد کئے جاتے ہیں جبکہ پاکستان اپنے حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشی کے سبب خود مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ 89ء میں جلال آباد کی مہم جوئی کی ناکامی کے بعد پاکستان نے افغانستان کے اندرونی معاملات سے لاتعلقی اختیار کر لی تھی اور اب جس سوچ اور انداز کے تحت طالبان کی جنگی حکمت عملی سامنے آئی ہے اس سے پاکستانی فوج کی جنگی تربیت اور روایتی جنگ (Conventional war-fare) کی حکمت عملی مطابقت نہیں رکھتی۔ البتہ افغانیوں کے ساتھ خون کے رشتے ہیں جو مشکل وقتوں میں اور بھی استوار ہو جاتے ہیں۔ یہ رشتے حکومتی سطح پر نہیں بلکہ عوام کی سطح پر قائم ہیں۔

چین افغانستان کا بااعتماد دوست ہے جسے وہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، چین کی موجودہ مغربی وسطی علاقوں کی ترقی (Mid West Development) کی پالیسی کے تحت زخم خوردہ افغانستان کی بحالی چین کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ اخلاقی ذمہ داری (Moral Obligation) بھی ہے۔

امریکہ کی افغانستان میں پہلی ناکامی اس وقت نظر آئی جب روسیوں کی پسپائی کے بعد امریکہ افغانستان سے لاتعلق ہو گیا کیونکہ افغانستان میں دینی قدامت پسندوں کی حکومت اسے منظور نہ تھی اس پالیسی کے نتیجے میں افغانستان چھ سالوں تک خانہ جنگی کا شکار رہا، ملکی معیشت تباہ ہو گئی اور افراتفری جب اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی تو افغان قوم کی صحیح روح بیدار ہوئی جس نے انتشاری قوتوں کو شکست دے کر طالبان کی حکومت قائم کی جسے صرف پاکستان، سعودی عرب اور عرب امارات نے تسلیم کیا اور باقی تمام مہذب دنیا طالبان حکومت کو حقارت سے دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ امریکہ نے بھی اسامہ بن لادن کی شخصیت کو متنازعہ بنا کر اپنی افغان پالیسی کو ایک فرد واحد کے ساتھ منسلک کر دیا جو امریکہ کی دوسری بڑی غلطی ہے جس کا خمیازہ نہ صرف افغانستان کے غریب عوام بلکہ آس پاس کے تمام علاقے بھگتیں گے۔ افواہیں گردش کر رہی ہیں کہ امریکہ افغانستان پر حملہ کرنے کا

ارادہ رکھتا ہے ایسے ارادے امریکہ کی صحت بصارت کی گواہی نہیں دیتے' بلکہ بے بسی نظر آتی ہے۔

پاکستان کی افغان پالیسی نے پچھلے بارہ سالوں میں بڑے اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں اور کبھی بھی حقیقت پر مبنی پالیسی نہ بن پائی۔ دونوں حکومتوں کے درمیان تعلقات کشیدہ رہے جبکہ عوام کے درمیان اخوت اور محبت کے رشتے قائم ہیں۔ پچھلی حکومت کے دور میں افغانستان کی حکومت کو تسلیم کر کے جرأت مندانہ فیصلہ کیا گیا لیکن اس پالیسی کو محدود رکھا گیا اور وہ مقاصد نہ حاصل ہو سکے جو ممکن تھے اور اب موجودہ زمینی حقائق کے پیش نظر نئی سفارتی حکمت عملی کی ضرورت ہے۔

شمالی اتحاد شکست کھانے کے بعد سخت مشکل میں ہے اور خصوصاً پنجشیر وادی کا علاقہ دفاعی لحاظ سے بے حد کمزور ہو چکا ہے۔ اگر طالبان سے جنگ کا فیصلہ ہوتا ہے تو پنجشیر وادی کی خوشحالی تباہ ہو جائے گی کیونکہ احمد شاہ مسعود ان کی مدد کو نہیں آسکتا۔ طالبان کے ساتھ سمجھوتہ کر لینے میں ان کی عافیت ہے۔ شمالی اتحاد کی ناکامی دراصل ان تمام بیرونی مداخلتوں کی ناکامی ہے جو 79ء میں روس کی مداخلت سے شروع ہو کر تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ تک محدود ہو چکی ہے۔ ایسی مداخلت کے نتیجے میں صوبہ بدخشاں کے پہاڑی علاقوں میں بے مقصد جنگ جاری رکھی جاسکتی ہے۔ لیکن حقیقت کا تقاضہ ہے کہ شمالی اتحاد جرأت مندانہ فیصلے کرے' مذاکرات کا آغاز کرے اور اپنے افغان بھائیوں سے اپنا حق لے جو جنگ اور غیروں کی مداخلت کے باوجود وہ اب تک حاصل نہ کر سکے ہیں۔

طالبان نے اپنی ثابت قدمی' مضبوط قوت ارادی اور بہترین جنگی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس طرح سے طاغوتی قوتوں کو شکست دی ہے وہ حیرت انگیز بھی ہے اور قابل تعریف بھی اب ضرورت اس بات کی ہے کہ شمالی اتحاد کو دیوار سے لگا دینے کے بجائے ان سے مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا جائے' افہام و تفہیم کی راہ ہموار کی جائے تاکہ قومی یکجہتی کے مقاصد حاصل کئے جاسکیں جو جنگ و جدل سے حاصل کرنا ناممکن ہے۔ غور طلب بات ہے کہ افغانستان کی غیور قوم نے وہ کارنامہ انجام دیا ہے جس کے سامنے نہ تو اقتصادی منطق درست ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی جنگی صلاحیت کے عام اصول و ضوابط۔ یہ ملک کی جس کی معیشت تباہ ہو چکی ہے' فرسودہ جنگی ساز و سامان ہے اور سفارتی سطح پر " سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے" اور دنیا کی بڑی طاقتیں اس کے خلاف کھلم کھلا سازشوں میں ملوث ہیں۔ لیکن اس قوم نے صبر اور استقامت کا دامن نہیں چھوڑا' ایمان اور یقین کو اپنایا ہے اور اس قادر مطلق کی مدد پر بھروسہ کیا جس کے سامنے بڑی سے بڑی طاقتیں آج سرنگوں ہیں۔ یہی وہ سبق ہے جسے افغان قوم نے ہمیں پڑھایا ہے۔ بشرطیکہ ہم پڑھ سکیں۔